قرآن شریف کا اول و آخر

(فرمودہ ۵-جنوری ۱۹۱۲ء - بمقام قادیان)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے سورۃ الفلق کی تلاوت فرمائی:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ- مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ- وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ- وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ- وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ- [1]

اس کے بعد فرمایا:-

قرآن شریف کو جن لوگوں نے غور اور تدبر سے پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ تمام قرآن شریف کا لُبِّ لُباب الحمد شریف یعنی سورہ فاتحہ ہے گویا کہ سارا قرآن شریف مجملاً بطور فہرست کے سورہ فاتحہ ہے- اور جن لوگوں نے اس سے زیادہ غور و فکر کیا ہے انہوں نے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کو سورہ فاتحہ کا خلاصہ قرار دیا ہے- بعد اس کے یہ ایک صاف بات ہے کہ سُورہ فاتحہ میں صراط مستقیم والی دعا کے ساتھ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ [2] کی دعا سکھلا کر افراط اور تفریط سے بچنے کی ترغیب دلائی ہے- صراط مستقیم کے جادہ سے ادھر اُدھر ہونا یہ ایک اندرونی فتنہ ہے- اور مَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ یا ضَآلِّیْنَ کی راہ اختیار کرنا گویا بیرونی فتنہ میں مبتلاء ہونا ہے- اندرونی فتنہ کے بالمقابل سب سے بڑا بیرونی فتنہ ضَآلِّیْنَ والافتنہ ہے- یہ تو قرآن مجید کی ابتداء کی سورہ ہے- اب قرآن شریف کے اخیر میں بھی سورہ فاتحہ کے مضمون کے بالمقابل دو فتنوں کا ذکر الگ الگ دو سورتوں میں بیان فرما کر ان

سے بچنے کیلئے خدا تعالیٰ ہی کی پناہ مانگنے کی تعلیم دی ہے۔ جیسا کہ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کو سورہ فاتحہ کے اخیر میں رکھا ہے اسی طرح سے سورۃ الناس کو جس میں عیسائیوں کے فتنہ کا ذکر ہے قرآن شریف کے اخیر میں رکھا ہے اور سورۃ الناس سے ماقبل سُورۃ الفلق کو سورہ فاتحہ کے اندرونی فتنہ کے بالمقابل رکھا ہے اور سورۃ فاتحہ میں اندرونی فتنہ کا جو مجمل بیان تھا اس کے کسی قدر آثار زیادہ بیان کرکے اسکی تشریح کردی۔

فلق بمعنیٰ خلق بھی آیا ہے۔ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ کہہ کر تمام قسم کے فتنوں کا ذکر کردیا کیونکہ فتنے جب تھوڑے ہوں تو گنتی بھی کی جاوے مگر فتنے جب حد سے بڑھ جاویں تو کہاں تک اس کو شمار کیا جاوے۔ مَا خَلَقَ میں ہمارے اس زمانہ کی طرف اشارہ ہے کہ فتنہ اور فسادوں کی کوئی حد ہی نہ رہی۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ میں غاسق چاند کو کہا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پیغمبر ﷺ نے چاند کی طرف دیکھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اِسْتَعِیْذِیْ مِنْ ھٰذَا فَاِنَّهٗ غَاسِقٌ اِذَا وَقَبَ۔ [۳] جب کسی قوم میں ہلاکت آتی ہے تو پہلے اس ہلاکت کا پیش خیمہ آپس کی ہی اندرونی پھوٹ اور آپس ہی کی اندرونی مخالفتیں ہوتی ہیں۔ امراء۔ امراء کے' علماء علماء کے مخالف ہوجاتے ہیں اور ایک دوسرے کے سخت جانی دشمن ہوجاتے ہیں۔ پھر بعد میں بیرونی فتنہ کو اندرونی فتنہ پر غلبہ پانے کی راہ کھل جاتی ہے۔ گویا جب کوئی قلعہ اندر اور باہر دونوں طرف سے مضبوط ہوتا ہے تو دشمن دفعۃً اس پر حملہ آور نہیں ہوتا۔ جب قلعہ کے اندرونی حالت خراب ہوجاتی ہے تو پھر دشمن کو بھی ہمت مل جاتی ہے۔ خدا کسی قوم کو نہیں بگاڑتا جب تک کہ وہ بگڑنے کے سامان اپنے ہاتھوں سے پہلے آپ نہ کرلیں۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ [۴]

وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ میں شاعروں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کیونکہ پھونک مارنے والے کی طرح شاعر بھی اپنے منہ میں اندر ہی اندر اشعار کی پھونک پھانک لگاتا رہتا ہے اور یوں اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان جو عقد اور رشتہ ہوتا ہے اس کو توڑنا چاہتا ہے۔ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ حسد کا بازار اس قدر گرم ہوگیا ہے کہ ایک سلطنت دشمن کے حملہ سے تباہ ہوجاتی ہے تو دوسری سلطنت اس کے پہلو میں بولتی تک نہیں 'بالکل خاموش بیٹھی دیکھتی ہے کہ اچھا ہے کمزور ہولے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس سُورۃ کو کثرت سے پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعا کریں۔ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَ لَكُمْ مِنَ الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَ

نَفَعَنَا وَ اِيَّاكُمْ بِالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ-

(اخبار بدر ۱۸-جنوری ۱۹۱۲ء)

۱؎ سورة الفلق ۲؎ الفاتحة:۷

۳؎ ترمذی ابواب التفسير باب سورة المعوذتين ميں الفاظ اس طرح ہيں "اِسْتَعِيْذِىْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا فَاِنَّ هٰذَا هُوَ الْغَاسِقُ اِذَا وَقَبَ"

۴؎ الرَّعد:۱۲